حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان پر اٹھائے جانے سے قبل نکاح نہیں کیا تھا۔ آسمان سے اترنے کے بعد نکاح کریں گے اور اولاد بھی ہوگی۔ یہی حلال میں اضافہ ہے۔ خنزیر خوری اور صلیب پرستی کا خاتمہ کریں گے اور سب اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے اس لئے حضور علیہ السلام کو خاتم الانبیاء کہو، لیکن لانبیّ بعدہٗ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے انکار کی بنیاد پر نہ کہو آپ کا مقصد لانبی بعدہٗ کی نفی سے فقط یہ ہے کہ اس لفظ کو نزول عیسیٰ کی نفی کے معنی میں استعمال کرنے مت کہو باقی جدید نبوّت کی نفی میں حضرت صدیقہؓ خود نفی کی قائلہ ہیں کہ مسند احمد جلد ۶ صـ۱۲۹ میں آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ لَا يَبْقَىٰ بَعْدِي مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ، رَأَى الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ۔ نیز روایت عائشہؓ مجہول الاسناد بھی ہے۔

حضرت علیؓ پر افتراء | کہ آپ نے ابو عبد الرحمان السلمی استاذ حسنین کو کہا کہ ان کو خاتم بالفتح پڑھاؤ۔ جواب ظاہر ہے کہ آپ کے ہاں یہی قراءت راجح تھی اور ہم نے مدلل بیان کیا ہے کہ معنی کے لحاظ سے قراءت فتح وکسرہ میں فرق نہیں۔ خود حضرت علی بندش نبوت کی حدیث کے راوی ہیں۔ بخاری ومسلم میں أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوسَىٰ إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

شیخ اکبر پر افتراء | شیخ اکبر نے ولی کے لئے نبوّت ثابت کی ہے۔ الجواب صوفیہ کی اصطلاح میں نبوّت بمعنی لغوی یعنی انباء عن الغیب مطلقاً وحیاً او الہاماً مراد ہے۔ وحی کو وہ شرع اور الہام کو غیر شرع کہتے ہیں ورنہ شیخ نبوّت شرعی کے دروازے کو بند تسلیم کرتے ہیں۔ شیخ فتوحات مکیہ ج ۲ صـ۴۹۵ میں لکھتے ہیں، إِنَّ الرُّؤْيَا جُزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ فَبَقِيَ لِلنَّاسِ فِي النُّبُوَّةِ هٰذَا وَغَيْرُهُ وَمَعَ هٰذَا لَا يُطْلَقُ إِسْمُ النُّبُوَّةِ وَلَا النَّبِيِّ إِلَّا عَلَى الْمُشَرِّعِ (أَيْ صَاحِبِ الْوَحْيِ) خَاصَّةً۔ اور صـ۵۶۵ میں لکھتے ہیں۔ فَمَا تُطْلَقُ النُّبُوَّةُ إِلَّا لِمَنْ اتَّصَفَ بِالْمَجْمُوعِ فَذَالِكَ النَّبِيُّ وَتِلْكَ النُّبُوَّةُ حُجِرَتْ عَلَيْنَا وَانْقَطَعَتْ ونقل عنہ فی الیواقیت ج ۲ صـ۳۷ طبع مصر هذا باب اغلق بعد موت محمد لا يفتح لاحد الى يوم القيامة لكن بقى للاولياء وحى الالهام الذى لا تشريع فيه۔

امام راغب پر افتراء | بحر المحیط ج ۳ صـ۲۸۷ پر امام راغب کیطرف منسوب ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ارباب اطاعت میں نبی نبیوں کے ساتھ شامل ہوں گے۔ مراد انبیاء سابقین ہیں کیونکہ امام موصوف نے ختم نبوّت کی تصریح کی ہے چنانچہ معنی ختم نبوّت کے تحت لکھتے ہیں: أَنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لِأَنَّهُ خَتَمَ النُّبُوَّةَ أَيْ تَمَّمَهَا بِمَجِيئِهِ۔

جلال الدین رومی پر افتراء :-

فکر کن در راہ نیکو خدمتے تا نبوت یابی اندر اُمتے

اس سے مقصود وہ قرب الٰہی ہے جو فیضِ نبوت سے حاصل ہوتا ہے۔ خود نبوت مراد نہیں کیونکہ رومی خود ختم نبوت کے قائل ہیں۔ دفتر پنجم میں ہے :-

یا رسول اللہ رسالت را تمام تو نمودی ہمچو شمس بے غمام

دفتر چہارم میں ہے :-

این ہمہ افکار کفران زاد شان چوں در آمد سید آخر زمان

علامہ قاری پر افتراء: موضوعات کبیر ص۵۸ میں حدیث : لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ نبیا قُلْتُ مَعَ هٰذَا اَيِ الضَّعْفِ لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ وَصَارَ نَبِيًّا وَكَذَا لَوْ صَارَ عُمَرُ نَبِيًّا لَكَانَ مِنْ اَتْبَاعِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَعِيْسٰى وَخِضْرَ وَاِلْيَاسَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَلَا يُنَاقِضُ قَوْلَهٗ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اِذِ الْمَعْنٰى لَا يَاْتِيْ نَبِيٌّ بَعْدَهٗ يَنْسَخُ مِلَّتَهٗ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ اُمَّتِهٖ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابراہیم اور عمر کی نبوت اگر ہوتی تو عہد نبوت میں ہوتی نہ بعد زمانے میں اور عیسیٰ، خضر و الیاس علیہم السلام اگر آئیں تو وہ پرانے ہیں نئے نہیں۔ لہٰذا وہ بحیثیت اُمتی آئیں گے۔ خود علامہ قاری نے شرح شمائل باب اول ص۳۳ میں یہی فرمایا ہے: اَنَّهٗ خَتَمَهُمْ اَيْ جَاءَ آخِرَهُمْ فَلَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَيْ لَا يُنَبَّاُ اَحَدٌ بَعْدَهٗ فَلَا يُنَافِيْ نُزُوْلَ عِيْسٰى مُتَابِعًا لِشَرِيْعَتِهٖ مُسْتَمِدًّا مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالسُّنَّةِ وَقَالَ فِي الْمِرْقَاتِ (ج ۵ ص۵۶۴) اَلْمُقَفِّيْ اَمِنْ قَفَا اَثَرَهٗ اِذَا تَبِعَهٗ يَعْنِيْ اَنَّهٗ آخِرُ الْاَنْبِيَاءِ الْاٰتِيْ عَلٰى اٰخِرِ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ وَقَالَ فِيْ شَرْحِ الْفِقْهِ الْاَكْبَرِ (المجتبائی ص۲۰۲) وَدَعْوَى النُّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِيِّنَا كُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ۔ نیز لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ صِدِّيْقًا نَبِيًّا ابن ماجہ کی روایت ہے اس میں ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان ساقط راوی ہے۔ (تہذیب التہذیب) صحیح حدیث بخاری کی یہ ہے۔ لَوْ قُضِيَ اَنْ يَكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهٗ وَلٰكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ۔

امام ربانی مجدد الف ثانی پر افتراء: امام ربانی کے مکتوبات ج المکتوب ۲۷۱ میں حصول کمالات نبوت مرتابعان رابطریق تبعیت و وراثت بعد از بعثت خاتم الرسل علیہ وعلی جمیع الانبیاء والرسل الصلوٰۃ والتحیات منافی خاتمیت او نیست فلاتکن من الممترین۔ اس عبارت سے مرزائیوں نے امام ربانی کی طرف اجزاء نبوت کو منسوب کیا۔ حالانکہ آپ کا مقصد حصول کمالات بعض اجزاء

نبوت ہے۔ اور بعض کا حصول کل کے حصول کو مستلزم نہیں۔ امام موصوف خود دفتر دوم ص۲۴ حصہ ہفتم مکتوب ۶۷ میں عقائد اہل السنت کے متعلق لکھتے ہیں۔ و خاتم الانبیاء محمد رسول است و عیسیٰ علیہ السلام کہ نزول خواہد نمود عمل بشریعت او خواہد کرد بعنوان امت او خواہد بود۔ اور دفتر سوم حصہ ہشتم ص۳۴، ص۳۵ مطبوعہ امرتسر تختی کلاں میں لکھتے ہیں۔ اول انبیاء آدم علیہ السلام و آخر ایشاں خاتم نبوت شان حضرت محمد رسول اللہ است و عیسیٰ علیہ السلام کہ از آسمان نزول خواہد فرمود متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود۔ یہ تمام بیان مرزائیت کے خلاف ہے۔ ختم نبوت کے علاوہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول من السماء مذکور ہے اور مجدد کے متعلق مرزا شہادت القرآن پر لکھتے ہیں: "یہ کہنا کہ مجدد پر ایمان لانا فرض نہیں انحراف ہے۔ کیونکہ اللہ فرماتا ہے: وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ۔

شاہ ولی اللہ پر افتراء | تفہیمات الٰہیہ ج ۲ ص۷۲ تفہیم ۵۵ پر شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: ختم بہ النبیون ای لا یوجد من یامرہ اللہ سبحانہ بالتشریع علی الناس۔ جس سے مرزائیوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ حضور علیہ السلام کے بعد صرف شرعی نبوت بند ہے۔ حالانکہ اسکی تشریح خود شاہ صاحب نے تفہیمات ج ۲ ص۷۲ میں کی ہے۔ فرماتے ہیں: وَمَا خَاتَمُ هٰذِهِ الدَّوْرَةِ لَا يُمْكِنُ اَنْ يُّوْجَدَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ اور پھر ج تفہیم ۶۵ ص۱۳۷ میں فرماتے ہیں: مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ وَدَعْوَتُهٗ عَامَّةٌ لِجَمِيْعِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَهُوَ اَفْضَلُ الْاَنْبِيَاءِ بِهٰذِهِ الْخَاصَّةِ وَبِخَوَاصَّ اُخْرٰى وَقَالَ فِيْ حَدِيْثِ بَدْءِ هٰذَا الْاَمْرِ نُبُوَّةٌ اَقُوْلُ فَالنُّبُوَّةُ انْقَضَتْ بِوَفَاةِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْخِلَافَةُ لَا سَيْفَ فِيْهَا بِمَقْتَلِ عُثْمَانَ وَالْخِلَافَةُ بِشَهَادَةِ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَ خلع الحسنؓ۔ اور فارسی ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ آیت خاتم النبیین کے متعلق۔ نیست محمدؐ پدر ہیچ کس از مردان شما ولیکن پیغمبر خدا و مہر پیغمبران یعنے بعد از وے ہیچ پیغمبر نباشد۔

مولانا محمد قاسمؒ پر افتراء | ان کی طرف ختم زمانی کا انکار منسوب کیا گیا حالانکہ آپ فرماتے ہیں۔ اگر اطلاق اور عموم ہے تو خاتمیت زمانی ثابت ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔ جو بطرز مذکور بلفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے، اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون تواتر کو پہنچا۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہے۔ گو الفاظ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ بسند تواتر منقول نہ ہو لیکن یہ

عدم تواتر الفاظ با وجود تواتر معنوی ایسا ہوگا، جیسے تواتر عدد رکعات فرائض وغیرہ۔ جیسے اس کا منکر کافر ہے ویسا اس کا (لانبی بعدی) منکر بھی کافر ہے۔ تحذیر الناس ص۹ کتب خانہ امدادیہ، مناظر عجیبہ ص۳۹ میں لکھتے ہیں خاتمیت زمانی اپنا دین ایمان ہے، ناحق کی تہمت کا البتہ کوئی علاج نہیں۔

مولانا عبدالحیؒ پر افتراء | مولانا موصوف نے دافع الوسواس فی اثر ابن عباس ص۳۹ پر لکھا ہے: علماء اہل السنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت کے عہد میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا۔ جو نبی آپ کا ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا۔ پس بہر تقدیر بعثت محمدیہ عام ہے۔ حالانکہ یہ مضمون زمین کے دیگر طبقات اور ان کے انبیاء کے متعلق ہے جس کی وضاحت تحذیر الناس ص۴۴ پر آپ نے کی ہے: خَتْمُ نَبِيِّنَا حَقِيْقِيٌّ بِالنِّسْبَةِ إِلٰى أَنْبِيَاءِ جَمِيْعِ الطَّبَقَاتِ بِمَعْنٰى أَنَّهٗ لَمْ يُعْطَ النُّبُوَّةَ لِأَحَدٍ فِيْ طَبَقَتِهٖ۔ اور مجموعۃ الفتاوی ج ۱ ص۹۹ میں مولانا موصوف لکھتے ہیں: قَالَ أَبُوْ شَكُوْرٍ فِي التَّمْهِيْدِ اِعْلَمْ أَنَّ الْوَاجِبَ عَلٰى كُلِّ عَاقِلٍ أَنْ يَعْتَقِدَ أَنَّ مُحَمَّدًا كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالْآنَ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَانَ خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ وَلَا يَجُوْزُ بَعْدَهٗ أَنْ يَكُوْنَ أَحَدٌ نَبِيًّا وَمَنِ ادَّعَى النُّبُوَّةَ فِيْ زَمَانِنَا يَكُوْنُ كَافِرًا۔ ان تصریحات سے کوئی کہہ سکتا ہے کہ آپ ختم نبوت کے منکر تھے۔ ▪▪

بقیہ حیات طیبہ | کر چکے تھے پریشانی کی کیا ضرورت تھی۔ تو ایک صوبہ پورا جس کا نام نیمروز تھا شیخ کے نام وقف کیا شیخ کی مملکت قرار دے کر پیل کے پٹے پر لکھ دیا کہ پورا صوبہ نیمروز کا میں آپ کے نام کرتا ہوں جس کی سالانہ لاکھوں روپے آمدنی ہوتی ہے۔ شیخ نے اس کا جواب فارسی کے دو شعر میں لکھا۔

چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد   در دل بود اگر ہوسے ملک سنجرے

سنجر کے بادشاہ کا جو چتر ہے اسی طرح میرا منہ سیاہ اور میں بدبخت بن جاؤں اگر اس میں ذرا بھی ہوس آجائے تو میں اپنے کو سیاہ بخت بن جاؤں گا، مجھے تمہارے صوبے کی ضرورت نہیں کیوں۔ آگے اس کی وجہ بیان کی ہے

زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب   من ملک نیمروز بیک جو نمی خرم

جس دن سے مجھے نیم شب کا ملک ہاتھ آیا ہے یعنی آدھی رات کی عبادت اور نفلوں کی وہ لذت اور یہ حق تعالیٰ کے جلال و جمال کے مشاہدے ہوتے ہیں تو نیمروز کے ملک کی جو کے برابر بھی قیمت نہیں رہی، تو اہل اللہ ساری دنیا پر لات مار دیتے ہیں تو اہل اللہ کو یہ لذتیں ملتی ہیں وہ ان وقتی لذتوں کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ ▪▪

جناب مضطر عباسی ایم۔ اے (مری)

السّیر بین السیّارات

سائنس کی خلائی فتوحات

سنہ ۱۹۶۰ء میں بہاولپور سے شائع ہونے والے ایک اخبار "العزیز" میں "خلائی سفر" کے عنوان سے میرا ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ یہ مضمون ۱۹۶۹ء میں کراچی سے شائع ہونے والے ایک رسالے "ترجمان" میں معمولی اضافے کے ساتھ دوبارہ شائع ہوا۔ اس بار اس کا عنوان تھا "انسان جاگ اٹھا"۔ اب تیسری بار یہی مضمون مناسب تبدیلیوں اور ضروری اضافوں کے ساتھ "الحق" کی نذر کر رہا ہوں ——— الحق میں اس مضمون کی اشاعت کا مقصد عربی مدارس کے ان طلباء کے ذوقِ تجسس کی تسکین ہے۔ جو انگریزی نہ جاننے کے باعث سائنس کے جدید ترین انکشافات سے بروقت باخبر نہیں ہو سکتے اور اس طرح اپنی معلومات میں کمی محسوس کرتے ہیں۔ (مضطر عباسی)

خلائی سفر | بیسویں صدی عیسوی کی چھٹی دہائی انسانی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان سالوں میں خلائی سفر کا آغاز ہوا۔ ۱۹۵۷ء میں روسی سائنس دانوں نے پہلا مصنوعی سیّارہ زمین کے گرد خلا میں اڑایا۔ اور دو سال بعد ۱۹۵۹ء میں روسی سائنس دانوں کا بھیجا ہوا ایک مصنوعی سیارہ روسی جھنڈا (جس پر درانتی اور ہتھوڑے کا نشان ہے) اور چند ایک خودکار مشینیں لے کر چاند کی سطح پر اس طرح اترا جس طرح زمینی مستقر پر کوئی طیارہ اترتا ہے۔ ۱۹۶۰ء میں ایک روسی خلاباز نے زمین کے گرد خلا میں سفر کیا اور جولائی ۱۹۶۹ء میں امریکی سائنس دانوں نے انسان کو چاند پر اتار دیا۔ اس طرح جنت سے نکلے ہوئے آدم کے بیٹوں نے ارضی قید خانے سے باہر چھلانگ لگائی اور آج اس مضمون کی تحریر کے وقت روسیوں کی ایک گاڑی چاند پر موجود ہے۔ یہ گاڑی پندرہ روز مسلسل سفر اور پندرہ روز قیام کرتی ہے۔

اس میں ٹیلی ویژن کیمرے نصب ہیں جو چاند کی تصاویر زمین پر بھیجتے ہیں۔ گاڑی شمسی توانائی سے چلتی ہے اور زمین سے اسے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ خلائی سفر سے مراد انسان کا زمین کے حلقۂ اثر سے باہر خلا میں سفر کرنا اور فلک کی بیکراں وسعتوں میں پھیلے ہوئے سیاروں اور ستاروں تک رسائی حاصل کرنا ہے۔ خلائی سفر کے بارے میں عوام تو عوام اچھے خاصے پڑھے لکھے خواص بھی بہت کم اور بعض اوقات غلط معلومات رکھتے ہیں اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ روس اور امریکہ کے علاوہ کسی دوسرے ملک میں سائنس کی اس شاخ یعنی تسخیر خلا پر بہت کم کام ہوا ہے۔ گو برطانیہ فرانس اور چین نے بھی خلا میں پرواز کے کامیاب تجربے کئے ہیں لیکن روس اور امریکہ کے مقابلے میں بہت پیچھے ہیں۔ نیز ہمارے ہاں سائنس کی اس شاخ پر کتابیں دستیاب نہیں۔ اخبارات میں جو کچھ آرہا ہے اسکی حیثیت خبر، روایت یا امر واقعہ کے بیان سے زیادہ کچھ نہیں۔

اخبارات کے مطالعہ سے قارئین اس حد تک جان چکے ہیں کہ انسان نے خلاء میں سفر کرنا سیکھ لیا ہے۔ اور یہ کہ انسان نے چاند پر اپنا نقش پا ثبت کر دیا ہے۔ باقی رہا خلائی سفر کی ٹیکنیک اور طریقۂ کار کا علم، سو اس بارے میں اخبارات نے قارئین کی کوئی مدد نہیں کی اور نہ ہی یہ اخبارات کے فرائض میں شامل ہے۔ اور اگر کسی اخبار یا رسالے میں اس عنوان پر کچھ کہا گیا ہے۔ تو اس کے لئے سائنس کی مشکل اور اصطلاحی زبان استعمال کی گئی ہے۔ جسے سائنس کے طالب علم ہی سمجھ سکتے ہیں عام قارئین کے پلے کچھ نہیں پڑتا۔

اس مضمون میں خلائی سفر کی کیفیت اور اسکی بنیادی باتیں عام فہم زبان اور مختصر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور جہاں تک ممکن تھا اصطلاحات کے استعمال سے اجتناب کیا گیا ہے۔

انسان کو خدا نے بیشمار صلاحیتیں اور قوتیں عطا کی ہیں۔ ان میں سے چند ایک کے استعمال سے انسان نے بین السیاراتی سفر میں کامیابی حاصل کی ہے اور بہت سی صلاحیتیں اور قوتیں انسان کی گمراہی کے باعث زنگ آلود ہوتی جارہی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ بھٹکی ہوئی انسانیت کو اسلام کی شاہراہ مستقیم کی طرف لایا جائے۔ تاکہ خداداد صلاحیتیں اور قوتیں چمک اور جلا پاکر ابن آدم کو اس مقام تک پہنچا دیں جسے معراج انسانیت کا مقام محمود کہا جاتا ہے۔

<u>بنیادی باتیں</u> | خلائی سفر پر براہ راست گفتگو سے پہلے ضروری ہے کہ ہمیں زمین، خلا، چاند اور قوت فرار وغیرہ کے بارے میں ان بنیادی باتوں کا علم ہو جو اس بیان میں مسلمات کی حیثیت رکھتی ہیں۔

زمین زمین گول ہے۔ قرص یعنی ٹکیہ یا روپے کی طرح گول نہیں بلکہ سیب، اخروٹ یا گیند کی طرح گول ہے۔ اصطلاحی زبان میں یوں کہئیے کہ زمین قرص نہیں کرہ ہے۔ اسکی گولائی ۲۴ ہزار میل ہے۔ اگر کوئی شخص زمین کی سطح پر ناک کی سیدھ میں چلتا جائے اور پہاڑ دریا سمندر وغیرہ اسکی راہ نہ روک سکیں تو یہ شخص ۲۴ ہزار میل سفر کرنے کے بعد اسی جگہ واپس پہنچ جائے گا جہاں سے اس نے سفر شروع کیا تھا۔ اگر ایک شخص ہمالہ کی سب سے اونچی چوٹی (ایورسٹ) پر کھڑے ہو کر زمین کے متوازی افق کے کسی جانب بندوق چلائے اور یہ بندوق ۲۴ ہزار میل تک مار کرتی ہو تو اسکی گولی بندوق چلانے والے کی پیٹھ میں لگے گی۔

زمین کے بارے میں ایک دوسری بات جسکی حیثیت امر مسلّم کی ہے یہ ہے کہ زمین ایک بہت بڑے مقناطیس کی طرح تمام مادی چیزوں کو اپنی طرف کشش کرتی ہے۔

اس کشش کے سلسلے میں زمین کوئی امتیازی حیثیت نہیں رکھتی۔ حقیقت یہ ہے کہ مادے کی ہر مقدار خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ مادے کی دوسری مقداروں کو اپنی طرف کشش کرتی ہے۔ زمین کی طرح چاند بھی کشش کی قوت رکھتا ہے۔ سائینس دان مادے میں پائی جانے والی اس قوت کو ایک کائناتی اصول کی حیثیت سے تسلیم کرتے ہیں۔ یہ اصول جس کا نام اصولِ کشش ہے نیوٹن نامی ایک سائنس دان نے دریافت کیا تھا۔ اصول یہ ہے۔

"ہر مادی چیز دوسری مادی چیز کو اپنی طرف کشش کرتی ہے۔ اس کشش کی کمی بیشی کا انحصار مادے کی مقدار اور دونوں چیزوں کے درمیانی فاصلے پر ہے۔"

لیعنی اگر دو مادی چیزوں میں مادے کی مقدار کم ہو گی تو ان میں کشش کی قوت بھی کم ہو گی اور اگر مادے کی مقدار زیادہ ہو گی تو یہ قوت بھی زیادہ ہو گی۔ دوسری طرف فاصلہ ہے اگر دو چیزوں میں فاصلہ زیادہ ہو گا تو کشش کی قوت کم ہو گی۔ اور اگر فاصلہ کم ہو گا تو کشش کی قوت زیادہ ہو گی۔

غرض زمین گول (کرہ) ہے۔ اسکی گولائی ۲۴ ہزار میل ہے۔ نیز زمین ایک بڑے مقناطیس کی طرح قوتِ کشش کی حامل ہے۔ یہ تین باتیں زمین کے بارے میں سائنس دانوں کے نزدیک مسلمات میں سے ہیں۔

خلا زمین پر ہر طرف ہوا ہے۔ یہ ہوا کا غلاف پھل کے چھلکے کی طرح زمین کو اپنے اندر لپیٹے ہوئے ہے۔ زمین کے گرد ہوا کے غلاف کی تہ زمین کی موٹائی کی نسبت چنداں موٹی نہیں۔

لہ اور ایک نظریہ اب یہ بھی ہے کہ ناشپاتی کی طرح گول ہے۔ "س"

اگر ہم زمین سے اوپر کی جانب پرواز کریں تو چند میل کی بلندی پر ہوا کے غلاف سے باہر نکل جائیں گے۔ دنیا کا سب سے بڑا پہاڑ ہمالہ ہے۔ اسکی سب سے اونچی چوٹی ایورسٹ ہے جسکی بلندی سطح سمندر سے ۲۹ ہزار فٹ ہے۔ یہ چوٹی کسی حد تک ہوا کے غلاف سے باہر نکلی ہوئی ہے۔ ہوا کے غلاف سے باہر ہلکی گیسوں کے بکھرے بکھرے ذرات ملتے ہیں اور مزید چند میل کی بلندی پر یہ ذرات بھی نایاب ہو جاتے ہیں۔ اس سے آگے کی فضا خلاء کہلاتی ہے۔ یہ خلاء کروڑوں اربوں میل تک پھیلا ہوا ہے۔ تمام سیّارے ستارے، سورج اور کہکشائیں ہماری زمین کی طرح اس ناپیداکنار خلا میں تیر رہی ہیں ــــ کارل جونز فلکیئے لیبجوٹ۔

ہر سیّارے اور ستارے کے گرد اسکی اپنی مخصوص فضا ہے۔ یہ فضا دراصل اس سیّارے یا ستارے کا حصہ ہے جو اس کے مرکز میں واقع ہے جس طرح زمین کے گرد پائی جانے والی ہوائی فضا زمین کا ایک حصہ ہے۔ سیاروں اور ستاروں کی مخصوص فضاؤں کے باہر خلا ہی خلا ہے جس میں سیاروں اور ستاروں کی باہمی کشش کی قوت اور روشنی کی شعاؤں کے سوا کچھ نہیں اور اگر کچھ ہے تو اس کے بارے میں سائنس دان کچھ نہیں جانتے

چاند | چاند زمین کے گرد گھومنے والا ایک ذیلی سیارہ ہے۔ سائنس دانوں کا خیال ہے کہ کسی زمانے میں چاند زمین ہی کا ایک حصہ تھا۔ جو کسی نامعلوم حادثے کے نتیجے میں زمین سے الگ ہو گیا اور زمین کی کشش کے باعث بجائے زمین سے دور ہٹ جانے کے زمین کے گرد گھومنے لگ گیا ہے۔ چاند کیا تھا اور کہاں سے آیا ہے؟ زمین سے جدا ہوا ہے یا کسی دوسرے سیارے یا ستارے سے ہمیں اس سے بحث نہیں۔ ہم صرف یہ جاننا چاہتے ہیں کہ چاند زمین کے گرد گھومنے والا ایک ذیلی سیارہ ہے۔ اس کا زمین سے فاصلہ ۲ لاکھ ۴۰ ہزار میل کے قریب ہے۔ یہ زمین سے چھوٹا ہے اور اس میں زمین کے مقابلے میں قوت کشش بھی کم ہے جسطرح زمین کے گرد ہوائی فضا ہے۔ اس طرح کی چاند کے گرد ہوا یا کوئی دوسری گیس تاحال دریافت نہیں ہوئی ــــــ

چاند اور زمین کے درمیان ۲ لاکھ ۴۰ ہزار میل کا فاصلہ ہے۔ اس درمیانی فاصلے میں ۲ لاکھ میل تک زمین کشش کرتی ہے۔ اور اس کے بعد چاند کی کشش کا حلقہ شروع ہو جاتا ہے۔ اگر مادے کی کچھ مقدار اس جگہ پہنچ جائے جہاں سے زمین کا فاصلہ دو لاکھ میل اور چاند کا فاصلہ ۴۰ ہزار میل ہو تو وہ مادہ زمین اور چاند دونوں کی مخالف سمتوں میں برابر کشش کے باعث معلق ہو جائے گا۔